ایوب اپنے بزرگوں اور دوستوں کو میرے ہاں لاتے۔ پھر اصرار کرتے کہ میں ان لوگوں کے گھر بھی جاؤں۔ ان کی خوشی غمی سے مطلع کرتے اور میں ان میں سے کسی کے ہاں ہو آتا تو میرے شکرگزار ہوتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے پسندیدہ لوگوں کو میں بھی پسند کروں۔ ان کا خیال تھا کہ جس کو مجھ سے ملایا اس پر احسان کیا کہ اسے ایک معقول آدمی سے متعارف کیا۔ ایک روز اصرار کرنے لگے کہ رشید صاحب پتلون پہنا کیجیے۔ میں نے انکار کیا مگر ان کا اصرار جاری رہا۔ میرے ایک دوست نے مداخلت کرتے ہوئے واضح کیا کہ رشید نے خود پتلون سلوائی ہے۔ پہننا چاہتا ہے آپ سے ڈرتا ہے اس لیے کہہ رہا ہے کہ آپ پتلون پہنا کیجیے۔

موسم سرما میں ایک روز احباب ڈاکٹر عبادالرحمن کے ہاں جمع تھے۔ ایوب نے شدید سردی لگنے کی شکایت کی۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے اپنا گرم کوٹ اوڑھایا اور چائے پلائی۔ ایوب نے گھر جانے کی خواہش ظاہر کی تو ہم انھیں چھوڑ آئے۔ بخار نے زور پکڑا اور دو تین ہفتے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ وہ عالم نزع میں تھے تو مکان کے باہر طلبا، یونیورسٹی کے عمائدین بھنگی، بہشتی، چپڑاسی سمیت نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ اور ان کے بیوی بچے مایوس کھڑے تھے۔ میں نے پچیس برس میں کسی مرنے والے کے مکان پر ایسا مجمع نہیں دیکھا۔ ایوب کی تدفین کے بعد مولانا ابوبکر نے فرمایا کہ کسی کو ایوب سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو معاف کردے۔ بہت سے لوگ رونے لگے وہاں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جس پر ایوب کی خدمات کا قرض نہ ہو۔

مشقی سوالات

1۔ سبق کے متن کو پیش نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جواب دیجیے:

الف: ایوب عباسی کے سب کے ساتھ گھل مل جانے کا راز کیا تھا؟

جواب: ایوب میں بظاہر کوئی بات غیر معمولی نہ تھی۔ وہ دولت مند یا ذہین نہ تھے۔ خوش شکل، خوش پوشاک یا خوش گفتار بھی نہیں تھے لیکن وہ ہر چھوٹے بڑے کی خدمت اس خلوص اور محبت سے کرتے تھے کہ ہر کوئی انھیں اپنا سمجھتا تھا۔

ب: ایوب عباسی کی خدمت شعاری کا انداز کیا تھا؟

جواب: ایوب عباسی کسی صلے کی توقع رکھے بغیر اپنے عزیزوں، رشتہ داروں، دوستوں اور علی گڑھ کے طلبا کی خدمت کرتے۔ ہر کسی کی خوشی غمی میں شریک ہوتے۔ بیمار دوستوں کی تیمارداری کرتے۔ اپنی ان خدمات کے معاوضے کا احساس ان کے دل میں کبھی پیدا نہیں ہوا تھا۔

ج: آپ کے خیال میں ایوب عباسی کی سیرت کا سب سے منفرد پہلو کیا تھا؟

جواب: انسان فطری طور پر اپنی نیکیوں، خدمت گزاری یا احسانات کے صلے اور انعام کی توقع رکھتا ہے اور یہ کوئی غلط توقع بھی نہیں ہوتی۔ ایوب عباسی ہر چھوٹے بڑے کی خدمت کرتے تھے لیکن کبھی کسی صلے یا انعام کی توقع نہیں رکھتے تھے۔ یہی ان کی سیرت کا منفرد ترین پہلو تھا۔

د: یونیورسٹی کے ملازمین کے ساتھ ایوب عباسی کا سلوک کیسا تھا؟

جواب: ایوب پروودسٹ کے دفتر میں اہم ترین عہدے پر فائز تھے اور ان کا سابقہ اساتذہ، بیرا، باورچی، نائی، چپراسی، بھنگی، بہشتی سب ہی سے پڑتا تھا۔ وہ سب کا خیال رکھتے تھے اور ان سے بھی خوش تھے۔ ایوب یونیورسٹی کے متنازعہ معاملات سے خود کو ہمیشہ الگ رکھتے تھے۔

ہ: ایوب عباسی کے انتقال پر لوگوں کے جذبات کا کیا عالم تھا؟

جواب: ایوب کا آخری وقت آیا تو ان کے مکان کے باہر یونیورسٹی کے طلبا اور عمائدین کے علاوہ بھنگی، بہشتی، چپراسی، نائی، دھوبی، بیرے، باورچی، خانساماں اور خوانچے والے بھی موجود تھے۔ یہ سب غم کی تصویر بنے، سر جھکائے کھڑے تھے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ انھوں نے ایسا مجمع پچیس سال میں کسی مرنے والے کے دروازے پر نہیں دیکھا تھا۔

2: مندرجہ ذیل میں سے درست لفظ منتخب کر کے خالی جگہ پُر کیجیے:

واجب الادا۔ دخیل۔ صلیب احمر۔ نعائم فطرت۔ دل سوزی وخود سپاری۔ بے دریغ بخشی۔ لطف وتن دہی

الف: وہ موجود تھے تو ان کی مثال نعائم فطرت کی تھی۔

ب: مَیں نہیں بتا سکتا کہ ہم سب کی زندگیوں میں ایوب کس قدر دخیل تھے۔

ج: خدا ہی بہتر جانتا ہے اس پیکر حقیر میں دل سوزی وخود سپاری کا کیسا بے کراں وبیش قیمت خزانہ ودیعت تھا۔

د: چھوٹے بڑے کی خدمت یکساں لطف وتن دہی سے کرتے تھے۔

ہ: ان کا طرزِ عمل لوگوں سے وہی ہوتا جو میدان جنگ میں صلیب احمر کا ہوتا ہے۔

و: ''کیا یہاں کوئی ایسا بھی موجود ہے جس پر ایوب کی خدمات کا صلہ واجب الادا نہ ہو۔''

3: مندرجہ ذیل محاورات کو جو اس سبق میں آئے ہیں۔ اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

جواب: ○ جملے سُر کرنا: ہر ایک پر جملے سُر کرنا امجد کی تو عادت ہی بن گئی ہے۔

○ کانوں کان خبر نہ ہونا: امجد کے یورپ جانے کی محلے میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

○ عہدہ برآ ہونا: ہمارے پروفیسر صاحب اپنی ذمہ داریوں سے بڑی خوش اسلوبی سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔

○ دم گھٹنا: اس شدید حبس میں میرا تو دم گھٹ رہا ہے۔

○ جادو کا کام کرنا: ایوب مرحوم کی باتیں لوگوں پر جادو کا کام کرتی تھیں۔

○ جی ہلکا ہونا: صفحۂ قرطاس پر اپنی رُودادِ غم لکھ کر اس کا جی ہلکا ہو گیا۔

○ انگاروں پر لوٹنا: دوست کی بے وفائی پر اس نے تمام رات انگاروں پر لوٹتے ہوئے گزاری۔

○ بے دست وپا: قاسم رضا دوستوں کے روٹھ جانے سے خود کو بے دست و پا محسوس کرتا ہے۔

○ جان چھڑکنا: ہماری افواج مادرِ وطن پر جان چھڑکتی ہیں۔

○ خاطر میں نہ لانا: قاسم اتنا خود غرض ہے کہ اپنے مفادات کے سامنے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔

4: اپنی کسی پسندیدہ شخصیت کا خاکہ تحریر کیجیے۔

جواب: طالبِ علم خود کوشش کریں۔

5: سیاق و سباق کے حوالے سے درج ذیل اقتباسات کی تشریح کیجیے۔

الف: ''ہم سب کی زندگیوں میں مرحوم کے گھل مل جانے کا راز یہ تھا کہ اُن میں بظاہر کوئی بات غیر معمولی نہ تھی۔ وہ غیر معمولی قابلیت کے آدمی نہ تھے، دولت مند نہ تھے، کچھ بہت ذہین بھی نہ تھے۔ نہ انھیں توڑ جوڑ آتا تھا، نہ خوش پوشاک، نہ خوش گفتار، نہ خوش باش، نہ رنگین و رعنا۔ وہ معمولی آدمیوں سے بھی زیادہ معمولی تھے، پھر بھی وہ ایسے تھے کہ اب ہم میں ویسا کوئی اور نہ اب ڈھونڈے سے بھی کوئی ایسا ملے۔'' (سرمایۂ اُردو 12، صفحہ 127,126)

حوالہ متن: **سبق کا عنوان** : ایوب عباسی

مصنف کا نام : رشید احمد صدیقی

سیاق و سباق: رشید احمد صدیقی نے ایوب عباسی کی شخصیت کو موضوعِ سخن بناتے ہوئے یہ واضح کیا ہے کہ دردِ دل، انسانیت سے محبت اور اس کی خدمت وہ عظیم جذبات ہیں جو عام سی شخصیت کو بھی خاص بنا دیتے ہیں۔ ایوب چہرے مہرے، قد کاٹھ اور ظاہری شخصیت کے اعتبار سے معمولی آدمی تھے لیکن زندگی بھر ہر خاص و عام سے ایسا محبت بھرا سلوک کرتے رہے کہ ان کی موت نے سب کو سوگوار کر دیا۔ ایوب علی گڑھ کے طلبا، اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب سب کے لیے ایک نعمت خداوندی تھے۔ وہ دوسروں کے کام آ کر خوش ہوتے تھے۔ رشید احمد صدیقی سے انھیں بہت محبت اور عقیدت تھی۔ خاکے میں رشید صدیقی نے ان کی دردمندی اور انسانیت کو قابلِ قدر قرار دیتے ہوئے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

تشریح: خلقِ خدا کے دلوں میں جگہ بنانے اور معاشرے میں باعزت مقام حاصل کرنے کے لیے حسن، ذہانت، دولت، عہدہ و منصب اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ ان سے محروم شخص عزت اور محبوبیت سے بھی محروم ہی رہے۔ دردِ دل، انسانیت سے محبت، خوش اخلاقی، صلہ رحمی، دوست داری اور جذبہ خدمت موجود ہو تو معمولی آدمی بھی لوگوں کے دل جیت لیتا ہے۔ ایوب عباسی ایسے ہی معمولی آدمی تھے جن میں یہ غیر معمولی صفات موجود تھیں۔ وہ دولت مند یا ذہین نہ تھے۔ سیاست اور جوڑ توڑ سے ناواقف تھے۔ خوش لباس اور خوش کلام بھی نہ تھے۔ ان کی شخصیت میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس میں دوسرے لوگ کشش محسوس کریں اس کے باوجود وہ اپنے دوست احباب کی زندگی کا جزوِ لاینفک تھے۔ ان جیسا دردمند، خدمت گزار، مخلص اور بے غرض دوست ڈھونڈنا ممکن نہیں۔ ان کی وفات ان کے دوستوں کا ناقابلِ تلافی نقصان تھا۔

ب: ''ایوب صاحب کا گھر بارہ مہینے تھرڈ کلاس کا مسافر خانہ بنا رہتا تھا، ہر طرح کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ بالخصوص اعزہ اور دوستوں کے لڑکے، مجھے یقین ہے اور میں بلا خوفِ تردید کہہ سکتا ہوں کہ ایوب صاحب کے گھر میں قیام کر کے اُن کے خرچ سے، ان کی توجہ و محنت سے، ان کے بَل پر اعزہ اور احباب کے جتنے لڑکوں نے علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی ہوگی، اتنا اب تک کسی اور شخص سے نہ اب تک ہوا اور نہ شاید آئندہ ہو۔''

(سرمایۂ اُردو 12، صفحہ نمبر 128)

حوالہ متن: سبق کا عنوان : ایوب عباسی

مصنف کا نام : رشید احمد صدیقی

سیاق وسباق: رشید احمد صدیقی نے ایک ایسے شخص کا خاکہ لکھا ہے جو ظاہری شکل وصورت، علم وفضل یا معاشرے میں اپنے مقام کے حوالے سے انتہائی معمولی ہے۔ اس کی شخصیت میں کشش کا کوئی پہلو نہیں لیکن اس کے دردمند دِل نے اسے پورے ماحول میں مقبولیت عطا کر رکھی ہے۔ ایوب عباسی نے اپنی بے لوث خدمت گزاری کی عادت کے باعث علی گڑھ میں ہر دلعزیزی حاصل کی۔ وہ دوسروں کے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھتے تھے۔ مشکل میں لوگوں کے کام آنا ان کا خاص وصف تھا۔ ان کے انتقال پر علی گڑھ میں ان کے مکان کے باہر جمع ہونے والے ہجوم میں یونیورسٹی کے عمائدین کے ساتھ بھنگی، بہشتی اور نائی بھی شامل تھے جس سے ان کی ہر دلعزیزی کا پتا چلتا ہے۔ ان کی تدفین پر ہر شخص سوگوار تھا اور بہت سے لوگوں کی آنکھیں نم تھیں۔

تشریح: ایوب عباسی انسانیت کی بے لوث خدمت پر یقین رکھتے تھے اور کسی صلے یا ستائش کی تمنا رکھے بغیر لوگوں کے کام آتے تھے۔ اپنے مختلف کاموں کے سلسلے میں علی گڑھ آنے والے لوگ ہوں یا یونیورسٹی کے طلبا، ایوب کے گھر کے دروازے سب کے لیے کھلے تھے۔ ان کے گھر میں مختلف علاقوں اور مختلف مزاجوں کے لوگ ٹھہرا کرتے تھے اسی لیے رشید صدیقی نے لکھا ہے کہ ان کا گھر بارہ مہینے تھرڈ کلاس کا مسافر خانہ بنا رہتا تھا۔ عزیزوں اور دوستوں کے لڑکوں کی یونیورسٹی میں تعلیم کو وہ اپنا ذاتی مسئلہ سمجھتے تھے۔ حد یہ ہے کہ وہ ان کی تعلیم کے اخراجات تک ادا کر دیا کرتے تھے۔ کسی کو اپنے گھر میں رہنے کے لیے جگہ دینا ہی ایثار کی عمدہ مثال ہے اور اگر میزبان مہمان کے ذاتی اخراجات بھی برداشت کرنے لگے تو تسلیم کرنا ہوگا کہ ایسا میزبان اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہے۔ ایوب کی مہمان نوازی اور ایثار کی صفات کے پیشِ نظر رشید صدیقی کہتے ہیں کہ علی گڑھ میں کسی اور شخص کے بل پر اس کے رشتے داروں اور عزیزوں کے اتنے لڑکوں نے تعلیم نہ پائی ہوگی جتنے لڑکوں نے ایوب کی سرپرستی کے باعث تعلیم پائی۔ خدمتِ خلق کے اس خاص شعبہ میں ایک معمولی شخص ایوب نے علی گڑھ کے بڑے بڑے عہدیداروں اور علمی شخصیات کو بھی پیچھے چھوڑ دیا جو یقیناً ایوب کی عظمت کی دلیل ہے۔

ج: ''دوستوں میں سے کوئی بیمار پڑا اور یہ آموجود ہوئے، رات دِن کا مسلسل قیام پاؤں دبا رہے ہیں، سر میں تیل ڈال رہے ہیں، دوا لا رہے ہیں، کھانا تیار کر رہے ہیں۔ بیماری میں آدمی چڑچڑا ہو جاتا ہے چنانچہ اس کی ہر

قسم کی زیادتیاں بھی سہ رہے ہیں۔ بیمار اچھا ہوا تو شکریے میں بھی سخت سست ہی کلمات کہے۔''

(سرمایۂ اُردو 12، صفحہ نمبر 128)

حوالہ متن: سبق کا عنوان : ایوب عباسی

مصنف کا نام : رشید احمد صدیقی

سیاق و سباق: ایوب عباسی شکل و صورت کے اعتبار سے معمولی لیکن سیرت و کردار کے لحاظ سے قطعی غیر معمولی شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے پاس مال و دولت نہیں بلکہ ہمدردی اور خدمتِ خلق کا قیمتی جذبہ تھا۔ وہ اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب کی خدمت میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ ان کی عظمت یہ تھی کہ بھلائی کے بدلے میں کچھ بھی نہیں چاہتے تھے۔ دوست ان کی خدمات کے صلے میں انھیں سخت سست کہتے لیکن وہ کبھی شکوہ نہ کرتے تھے۔ ان کی انھی صفات نے انھیں علی گڑھ میں ہر چھوٹے بڑے کی نظر میں پسندیدہ بنا دیا تھا۔ انھوں نے وفات پائی تو ہر شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والے لوگ مکان کے باہر جمع تھے۔ یہ ایک بے لوث اور دردمند شخصیت کو علی گڑھ والوں کا خراجِ عقیدت تھا۔

تشریح: ایوب عباسی پر خاکے کی ابتدا میں رشید احمد صدیقی نے لکھا ہے کہ وہ ہوا، پانی اور روشنی کی طرح فطرت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت محسوس ہوتے تھے۔ مشاہدے کی بات ہے کہ ہم سب نعائم فطرت سے فیض یاب ہوتے ہیں لیکن کسی نے کبھی ان نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ ہوا، پانی اور روشنی کی اہمیت ہم اس لیے نہیں جان پاتے کہ یہ نعمتیں ہمیں مفت میں میسر آتی ہیں اور ہمارا لاشعور ان کو اپنا حق سمجھنے لگتا ہے۔ ایوب عباسی کے دوست ایوب کی شخصیت کے حوالے سے بالکل یہی رویہ اپنائے ہوئے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ایوب سے خدمت لینا ان کا حق ہے۔ اسی لیے ایوب کا شکریہ تک ادا نہیں کرتے تھے۔ کوئی دوست بیمار پڑتا تو ایوب رات دن اس کے پاس موجود رہتے۔ اپنے آرام کی قربانی دے کر تیمارداری کرتے۔ بیمار کے سر میں تیل ڈالتے۔ پاؤں دباتے، کھانے اور دوا کا خیال رکھتے، مریض عموماً چڑچڑا ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ وقت گزارنا آسان نہیں ہوتا۔ ایوب بیمار دوستوں کی ناگوار باتیں بھی خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتے تھے۔ ان کی محنت بار آور ہوتی اور بیمار دوست صحت یاب ہو جاتے تو بھی شکریہ ادا کرنے کے بجائے ایوب کو سخت سست ہی کہا کرتے تھے۔ دوست سمجھتے تھے کہ نعائم فطرت کی طرح ایوب پر بھی ان کا پورا حق ہے اور ایوب ان کی خدمت کرتے ہیں تو اس میں ایوب کی کوئی خوبی نہیں بلکہ وہ اپنی فطرت اور ہمدرد طبیعت کے باعث اس نیکی پر مجبور ہیں۔

۵: ''ایوب صاحب کی سیرت و شخصیت کا عجیب اور نادر پہلو یہ تھا کہ بڑے سے بڑا آدمی ہو یا چھوٹے سے چھوٹا، ان سے عزت آمیز محبت کرتا تھا۔ ترس کھا کر یا مجبور ہو کر نہیں بلکہ ان سے محبت کرنے میں اسے لطف آتا تھا۔ ایوب سے محبت کر کے جیسے دل کو تسکین ہو جاتی تھی، ایک طرح کی پُرافتخار اور اطمینان بخش تسکین، جیسے یہ احساس کہ ہم میں بھلائی کرنے یا بلند ہونے کا جذبہ یا استعداد ہے۔ ایوب سے محبت نہ کیجیے یا اُن کی عزت نہ

کیجیے تو یہ محسوس ہوتا کہ ہم میں شریفانہ جذبات یا احساسِ ذمے داری کی کمی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی مدِنظر رکھیے کہ ایوب صاحب کے دِل میں یہ بات کبھی گزری ہی نہیں کہ ان کی خدمات کا صلہ مل رہا ہے یا نہیں۔ معاوضے کا احساس شاید ان میں پیدا ہی نہیں کیا گیا تھا۔ بڑے چھوٹے کی خدمت یکساں لطف و تن دہی سے کرتے تھے۔" (سرمایۂ اردو 12، صفحہ نمبر 129)

حوالہ متن:
سبق کا عنوان : ایوب عباسی
مصنف کا نام : رشید احمد صدیقی

سیاق و سباق: ایوب عباسی کی شخصیت میں ہمدردی اور خدمت گزاری کے اوصاف اتنے نمایاں تھے کہ معمولی شکل و صورت کے باوجود وہ علی گڑھ میں ہر دلعزیز تھے۔ وہ ہر چھوٹے بڑے کے دُکھ درد میں شریک ہوتے۔ بیمار دوستوں کی تیمارداری کرتے۔ رشتہ داروں اور دوستوں کے طالب علم بیٹوں کو اپنے گھر میں ٹھہراتے اور تعلیمی اخراجات تک برداشت کرتے تھے۔ وہ اپنی ان خدمات کے بدلے میں کسی معاوضے یا صلے کی توقع نہیں رکھتے تھے۔ ان کے احباب ان کی خدمات کا شکریہ تک ادا نہ کرتے تھے لیکن ایوب بد دِل نہ ہوتے تھے۔ ان کی بے لوث خدمات کے باعث علی گڑھ کے لوگ ان سے محبت اور عقیدت رکھتے تھے جس کا مظاہرہ ان کی وفات اور تدفین کے وقت ہوا۔ رشید احمد صدیقی لکھتے ہیں کہ علی گڑھ والوں نے ایوب کی وفات پر جس عقیدت اور محبت کا اظہار کیا وہ کسی اور مرنے والے کے حصے میں نہیں آئی۔

تشریح: فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا سمجھا جائے اور اس کے مخالف رویہ اپنانے والے انسان کا ضمیر کبھی مطمئن نہیں ہوتا۔ اچھائی کے اعتراف کی اسی انسانی فطرت نے ایوب کو معاشرے میں باعزت مقام دِلایا تھا۔ ایوب عباسی کی نیکیاں، ہمدرد طبیعت اور جذبہ خدمت گزاری کے پیش نظر سب بڑے چھوٹے نہ صرف ان سے محبت کرتے بلکہ ان کی عزت بھی کرتے تھے۔ یہ عزت کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں تھی نہ ہی لوگ ایوب پر ترس کھا کر ان سے محبت کرتے تھے بلکہ حقیقت یہ تھی کہ ان کا ضمیر انھیں ایوب سے محبت اور ان کی عزت کرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ ضمیر سے یہ صدا آتی تھی کہ ایسے بھلے اور نیک آدمی سے ضرور محبت کرنی چاہیے۔ رشید صدیقی لکھتے ہیں کہ ان سے محبت کرنے میں لطف آتا تھا۔ دل کو اطمینان اور سکون ملتا تھا۔ ایوب عباسی سے محبت نہ کرنے یا ان کی عزت نہ کرنے کا مطلب گویا یہ تھا کہ ہم میں شرافت یا احساسِ ذمہ داری نہیں کیونکہ شرافت موجود ہو تو انسان شرافت کی قدر ضرور کرتا ہے اور احساسِ ذمہ داری ہو تو کسی کی خدمت گزاری کی تعریف کیے بغیر ہرگز نہیں رہ سکتا۔ ایوب عباسی کے حوالے سے یہ بات خصوصی اہمیت رکھتی ہے کہ ان کے دِل میں کبھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی تھی کہ انھیں ان کی خدمات کا صلہ مل رہا ہے یا نہیں۔ یہ بے غرضی ہی ان کی عظمت کی بنیاد تھی۔ وہ ہر چھوٹے بڑے کی خدمت گزاری میں یکساں لطف محسوس کرتے تھے اور کسی سے کوئی صلہ نہیں چاہتے تھے۔